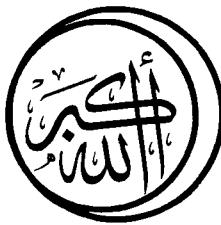


اسلام کے شہر ات

(امام ربانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادریانیؒ کی زندگی میں شائع ہونے والی ان کی آخری تحریر)



الناشر

اے۔ اے۔ آئی۔ آئی۔ (لاہور) بھارت

تلمدان پورہ، سرینگر کشمیر - ۱۹۰۰۰۲

(سن اشاعت۔ ۱۹۰۰۰)

☆ إِهْدِنَا الصَّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَعْجَمْتَ عَلَيْهِمْ (الفاتحة۔ آیت ۶۵ و ۶)۔

یعنی (اے اللہ!) تو ہم کو سیدھے رستے پر چلا۔ ان لوگوں کے رستے پر جن پر تو نے انعام کیا۔

☆ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُعْجِزُونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحِبِّكُمُ اللَّهُ (آل عمران آیت ۳۱)۔ یعنی (اے محمد!) کہہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو کہ اللہ تم سے محبت کرے۔

☆ لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبَلْكُمْ مِنَ الْأَمْمَ مُحَدَّثُونَ فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّةٍ أَحَدٌ فَإِنَّهُ عَمَرٌ (بخاری) یعنی تم سے پہلی امتوں میں مُحَدَّث ہوا کرتے تھے اگر میری امت میں کوئی ہے تو وہ عمر ہے

☆ عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَانُوا بَنَىٰ اسْرَائِيلَ۔ یعنی میری امت کے علماء مشیل انبیاء بنی اسرائیل ہیں۔

☆ مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا هُوَ نَظِيرٌ مِنْ أُمَّتِي (کنز العمال جلد ۶ - ص ۱۹۳) جس قدر انبیاء گذرے ہیں ان میں سے ہر ایک کا کوئی نہ کوئی نظر یعنی مشیل میری امت میں ہوتا ہے۔

☆ لَنْ يَخْلُو الْأَرْضُ مِنْ ثَلَاثَةِ مِثْلِ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ الرَّحْمَنِ - (کنز العمال جلد ۶ - ص ۲۳۷) یعنی یہ دُنیا حضرت ابراہیم خلیل الرحمن کے تیس مشیلوں سے کبھی خالی نہیں ہوتی۔

اسلام کے شہرات

(حضرت مرزا صاحبؒ کی زندگی میں شائع ہونے والی انکی آخری تحریر)

الناشر

امحمدیہ انجمن اشاعت اسلام (lahore) ہند

قلمدان پورہ، سرینگر، کشمیر - ۱۹۰۰۲

حملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

Islam ke Samrat (Fruit of The Islam) by

The Holy Founder of the Ahmadiyya Movement in Islam

نام کتاب : اسلام کے ثرات

مکمل : امام ربانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادریانی

کن اشاعت 2001 AD

الناشر

اسے آئی - آئی (لاہور) بھارت

قلدان پورہ، سرینگر شمیر - ۱۹۰۰۲

ملنے کا پتہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (لاہور) بھارت

پاکستان - جتنا فلیٹس A 25/ گراونڈ فلور

دشادگاردن - نی دہلی ۱۱۰۰۹۵

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (لاہور) بھارت

مسجد پیر مخا - جموں توی -

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحِبِّبُكُمُ اللَّهُ (آل عمران آیت ۳۱)
 لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِّنَ الْأُمَمِ يَعْمَلُونَ فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّةٍ أَحَدٌ فَإِنَّهُ عَمِرٌ (بخاری)
 عُلَمَاءُ أَمَّىٰ كَانُوا بَنِي اسْرَائِيلَ - (حدیث نبوی)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

اسلام کے شہرات

(حضرت مرزا صاحبؒ کی زندگی میں شائع ہونے والی انکھی آخر تحریر)

اپنے مولیٰ کا سچا طالب

واضح ہو کہ جب کوئی اپنے مولیٰ کا سچا طالب کامل طور پر اسلام پر قائم ہو جائے ۔ اور نہ کسی تکلف اور بناوٹ سے بلکہ طبعی طور پر خدا تعالیٰ کی راہوں میں ہر ایک قوت اس کے کام میں لگ جائے ، تو آخری نتیجہ اس کی اس حالت کا یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہدایت کے اعلیٰ تجلیات تمام جب

سے مبرا ہو کر اس کی طرف رخ کرتے ہیں ۔ اور طرح طرح کے برکات اس پر نازل ہوتے ہیں ۔ اور وہ احکام اور وہ عقاید جو محض ایمان اور سماں کے طور پر قبول کئے گئے تھے ، اب بذریعہ مکاشفات صحیح اور الہامات یقینیہ قطعیہ مشہود اور محسوس طور پر کھولے جاتے ہیں ۔ اور مخلقات شرع اور دین کے اور اسرار سربستہ ملتِ حنفیہ کے اس پر مکشف ہو جاتے ہیں ۔ اور ملکوتِ الہی کا اس کو سیر کرایا جاتا ہے ۔ تا وہ یقین اور معرفت میں مرتبہ کامل حاصل کرے ۔ اور اس کی زبان اور اس کے بیان اور تمام افعال اور اقوال اور حرکاتِ سکنات میں ایک برکت رکھی جاتی ہے ۔ اور ایک فوق العادت شجاعت اور استقامت اور بہت اس کو عطا کی جاتی ہے ۔ اور شرح صدر کا ایک اعلیٰ مقام اس کو عنایت کیا جاتا ہے ۔ اور بشریت کے جوابوں کی تنگدی اور خست اور بُخل اور بار بار لغزش اور بُگ چشمی اور غلامی شہوات اور روایاتِ اخلاق اور ہر قسم کی نفسانی تاریکی بکھی اس سے دور کر کے اس کی جگہ ربانی اخلاق کا نور بھر دیا جاتا ہے ۔ تب وہ بکھی مُبدل ہو کر ایک نئی پیدائش کا پیروایہ پہن لیتا ہے ۔ اور خدا تعالیٰ سے سنتا ، اور خدا تعالیٰ سے دیکھتا ، اور خدائے تعالیٰ کے ساتھ حرکت کرتا ، اور خدائ تعالیٰ کے ساتھ ٹھیکرتا ہے ۔ اور اس کا غضب خدا تعالیٰ کا غضب اور اس کا رحم خدا تعالیٰ ہو جاتا ہے ۔ اور اس درجہ میں اس کی دعائیں بطور اصطفاء کے منظور ہوتی ہیں ۔ نہ بطور ابتلاء کے اور وہ زمین پر جدت اللہ اور امان اللہ ہوتا ہے ۔ اور آسمان پر اس کے وجود کی خوشی کی جاتی ہے ۔ اور اعلیٰ سے اعلیٰ عطیہ جو اس کو عطا ہوتا ہے ۔۔۔

مکالماتِ الہمہ اور مخاطباتِ حضرتِ مزدانتی ہیں

غبار کے چاند کے نور کی طرح اس کے دل پر نازل ہوتے رہتے ہیں ۔ اور ایک شدید الاثر لذت اپنے ساتھ رکھتے ہیں ۔ اور طہانیت اور تسلی اور سکینیت بخشنده ہیں ۔

کلام اور الہام میں فرق

اور اس کلام اور الہام میں فرق یہ ہے کہ الہام کا چشمہ تو گویا ہر وقت مقرب لوگوں میں بہتا ہے ۔ اور وہ روح القدس کے بلاعے بولتے، وہ روح القدس کے دکھائے دیکھتے، اور روح القدس کے نائے سنتے اور ان کے تمام ارادے روح القدس کے نئے سے ہی پیدا ہوتے ہیں ۔ اور یہ بات حق اور بالکل حق ہے کہ وہ ظلی طور پر اس آیت کا مصدق ہوتے ہیں ۔ **وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوْحَىٰ لِ (۵۳:۴۳)** ۔ لیکن مکالمہ الہبیہ ایک الگ امر ہے ۔ اور وہ یہ ہے کہ وحی متلو کی طرح خدا تعالیٰ کا کلام ان پر نازل ہوتا ہے ۔ اور وہ اپنے سوالات کا خدا تعالیٰ سے ایسا جواب پاتے ہیں کہ جیسا ایک دوست دوست کو جواب دیتا ہے ۔ اور وہ اس کلام کی اگر ہم تعریف کریں تو صرف اس قدر کر سکتے ہیں کہ وہ اللہ جل شانہ کی ایک تخلی خاص کا نام ہے ۔ جو بذریعہ اس کے مقرب فرشتہ کے ظہور میں آتی ہے ۔ اور اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ تا دعا کے قبول ہونے سے اطلاع دی جائے یا کوئی نئی اور مخفی بات بتائی جائے ۔ یا آئندہ کی خبروں پر آگاہی دی جائے یا کسی امر میں خدا تعالیٰ کی مرضی اور عدم مرضی پر مطلع کیا جائے ۔ یا کسی اور قسم کے واقعات میں یقین اور معرفت کے مرتبہ پر پہنچایا

۔ ترجمہ۔ ” اور وہ خواہش نفس سے نہیں بوتا، یہ صرف وحی ہے جو اسکی طرف کی جاتی ہے ۔ ” (مرتب)

جائے۔ بہر حال یہ وحی ایک الہی آواز ہے جو معرفت اور اطمینان سے رنگن کرنے کے لئے مخابن اللہ پیرا یہ مکالمہ و مخاطبہ میں ظہور پذیر ہوتی ہے

ل بعض شرپند علماء حضرت مرزا صاحبؒ کی تحریرات میں آمده لفظ "وحی" سے عوام کو یہ غلط تاثر دیتے ہیں کہ دیکھو چونکہ مرزا خدا نے آپ کو مور د وحی الہی پھر اسے لہذا اسکے مدعا نبی ہونے میں کیا مشک رہ جاتا ہے۔ کیونکہ وحی پانے والا تو ازا نبی ہی ہوتا ہے۔ ایک غیر نبی کو وحی سے کیا لینا دینا۔ ایک سیدھا سادہ کم علم مسلمان بنی آسمانی سے علماء کے دام میں آجاتا ہے۔ اور بسا واقعات جوش میں آکر مرزا مارنے تک آمادہ ہو جاتا ہے۔ حالانکہ علماء اس حقیقت سے ہرگز بے خبر نہیں کہ اولیاء اللہ یا صوفیاء کرام کے بیہاں وحی کا لفظ اکثر الہام الہی کے معنوں میں استعمال ہوتا آیا ہے۔ چنانچہ دیوبندی اور ندوی علماء کے ایک مشترک مرشدِ کامل مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا اشارہ ہے:-

"پس معلوم ہوا کہ جس وحی کو شیخ (یعنی رئیس الصوفیاء حضرت ابن عربی تناقل) باقی اور عام کہہ رہے ہیں وہ بمعنی الہام ہے جو اولیاء کو ہوتا ہے۔ شیخ اپنی اصطلاح میں اسکو وحی کہتے ہیں۔ اور یہ اصطلاح لفظ کے موافق ہے اور قرآن میں بھی وارد ہے لقوله تعالیٰ وَأَوْحَى رَبُّكَ إِلَيَّ التَّحْلِيلَ وَقُولَهُ تَعَالَى إِذَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مَا يُؤْخِذُ چنانچہ اگر مطلق ثبوت وحی نبوت کی دلیل ہوتی تو موسیٰ علیہ السلام کی والدہ بالاجماع نبی ہوتیں۔ پس مکرین نبوت ام موسیٰ وحی کی تفسیر الہام سے ہی کرتے ہیں۔"

(مجلسِ حکیمِ الدامت مرتبہ منتظر محمد شفیع صاحب۔ دارالافتخار اشاعت کراچی۔ ص ۲۰۸)

حضرت مرزا صاحب۔ حقیقت بخیچونکہ صوفی مسلم سے تھا اس لئے انہوں نے بھی صوفیاء کرام کی مسلمہ اصطلاحات کا ہی استعمال کیا۔ اسی لفظ وحی کو لے لیجئے آپ نے صاف اور واضح لفظوں میں اعلان فرمایا: "وَحْیَ نِبُوتٍ بِرْ تَوْتِیہ سُو بَرْسٍ مِّنْ مَهْلُکٍ بَھِی ہے" (ازالہ ادہام۔ ص ۵۳۲)

- اور اس سے بڑھکر اس کی کیفیت بیان کرنا غیر ممکن ہے - کہ وہ صرف الہی تحریک اور ربی نفع سے بغیر کسی قسم کے فکر اور تدبیر اور خوض و غور اور اپنے نفس کے دخل کے خداۓ تعالیٰ کی طرف سے ایک قدرتی ندا ہے جو لذیذ اور پُر حکمت الفاظ میں محسوس ہوتی ہے - اور اپنے اندر ایک ربیانی تجلی اور الہی صولت رکھتی ہے -

ایک سوال اور اس کا جواب

اس جگہ ہر ایک سچے طالب کے دل میں بالطبع یہ سوال پیدا ہو گا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے کہ تاتا یہ مرتبہ حاصل کر سکوں - پس اس سوال کا جواب

باقیہ حاشیہ:

”قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا ، خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبریل ملتا ہے۔ اور باب نزول جبریل ہے پھر ایسے وحی رسالت مددود ہے اور یہ

بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔“ (ایضاً - ص ۲۶)

”خدا تعالیٰ --- خوب جانتا ہا کہ اسلام کے زندہ ہونے کا ثبوت اور نبوت کی یقینی حقیقت جو بیشہ ہر زمانہ میں مکرین وحی کو ساکت کر سکے اسی حالت میں قائم رہ سکتی ہے کہ سلسلہ وحی برگ محدثیت بیشہ کے لئے جاری رہے سو اس نے ایسا ہی کیا۔“ (برکات الدعا - ص ۱۸)

”میں نے دیکھا ہے کہ اس وحی کے وقت جو برگ وحی ولایت میرے پر نازل ہوتی ہے ایک خارجی

اور شدید الاثر تصرف کا احساس ہوتا ہے -----“ (ایضاً - ص ۲۱)

”کیا کبھی دنیا میں یہ ہوا ہے کہ کاذب کی خدا تعالیٰ نے ایسی مدد کی ہو کہ وہ گیارہ برس ... خدا تعالیٰ پر افتخار کر رہا ہو کہ اس کی وحی ولایت اور وحی محدثیت میرے پر نازل ہوتی ہے اور نہ تعالیٰ اسکی رگ جان نہ کائے -“ (آنکنہ کمالاتِ اسلام - ص ۳۲۳) (خاکسار مرتب)

یہ ہے کہ یہ ایک نئی ہستی ہے جس میں نئی قوتیں ، نئی طاقتیں ، نئی زندگی عطا کی جاتی ہے ۔ اور نئی ہستی پہلی ہستی کی فنا کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی اور جب پہلی ہستی ایک چیزیں اور حقیقی قربانی کے ذریعہ سے ، جو فدائے نفس اور فدائے عزت و مال و دیگر لوازم نفسانیہ سے مراد ہے ، بلکلی جانتی رہے ، تو یہ دوسری ہستی نی الفور اس کی جگہ لے لیتی ہے ۔ اور اگر یہ سوال کیا جائے کہ پہلی ہستی کے دور ہونے کے نشان کیا ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب پہلے خواص اور جذبات دور ہو کر نئے خواص اور نئے جذبات پیدا ہوں اور اپنی فطرت میں ایک انقلاب عظیم نظر آوے اور تمام حالتیں ، کیا اخلاقی اور کیا ایمانی اور کیا تعبدی ایسی ہی بدلتی ہوئی نظر آؤیں کہ گویا ان پر اب رنگ ہی اور ہے ۔ غرض جب اپنے نفس پر نظر ڈالے تو اپنے تین ایک نیا آدمی پاوے ۔ اور ایسا ہی خدا بھی نیا ہی دکھائی دے ۔ اور شکر اور صبر اور یادِ الٰہی میں نئی لذتیں پیدا ہو جائیں ۔ جن کی پہلے کچھ بھی خبر نہیں تھی اور بدستی طور پر محسوس ہو کہ اب اپنا نفس اپنے رب پر بلکل متکل اور غیر سے بلکل لاپرواہ ہے ۔ اور تصور وجودِ حضرت باری اس قدر اس کے دل پر استیلا کپڑا گیا ہے کہ اب اس کی نظر شہود میں وجودِ غیر بلکل معدوم ہے اور تمام اسباب یقچ اور ذلیل اور بے قدر نظر آتے ہیں ۔ اور صدق اور وفا کا مادہ اس قدر جوش میں آگیا ہے کہ ہر ایک مصیبت کا تصور کرنے سے وہ مصیبت آسان معلوم ہوتی ہے ۔ اور نہ صرف تصور بلکہ مصائب کے وارد ہونے سے بھی ہر ایک درد برنگ لذت نظر آتا ہے ۔ تو جب یہ تمام علامات پیدا ہو جائیں تو سمجھنا چاہیئے کہ اب پہلی ہستی پر بلکل موت آگئی ۔

اس موت کے پیدا ہو جانے سے عجیب طور کی قوتیں خدا تعالیٰ کی راہ میں پیدا ہو جاتی ہیں ۔ وہ باتیں جو دوسرے کہتے ہیں پر کرتے نہیں ۔ اور وہ رائیں جو دوسرے دیکھتے ہیں پر چلتے نہیں ۔ اور وہ بوجھ جو دوسرے جانچتے ہیں پر اٹھاتے نہیں ان سب امور شاقہ کی اس کو توفیق دی جاتی ہے ۔ کیونکہ وہ اپنی قوت سے نہیں بلکہ ایک زبردست الہی طاقت اس کی اعانت اور امداد میں ہوتی ہے ۔ جو پہلاؤں سے زیادہ اس کو استحکام کی رو سے (مستحکم) کر دیتی ہے ۔ اور ایک وفادار دل اس کو بخشتی ہے ۔ تب خدا تعالیٰ کے جلال کے لئے وہ کام اس سے صادر ہوتے ہیں ، وہ صدق کی باتیں ظہور میں آتی ہیں کہ انسان کیا چیز ، اور آدم زاد کیا حقیقت ہے ، کہ خود بخود ان کو انعام دے سکے ۔ وہ بکلی غیر سے منقطع ہو جاتا ہے اور مساوا اللہ سے دونوں ہاتھ اٹھا لیتا ہے ۔ اور سب تفاصیل اور فرقوں کو درمیان سے دور کر دیتا ہے ۔ اور آزمایا جاتا ہے ۔ اور دکھ دیا جاتا ہے ۔ اور طرح طرح کے امتحانات اس کو پیش آتے ہیں ۔ اور ایسی مصائب اور ہنکالیف اس پر پڑتی ہیں کہ اگر وہ آفتاب اور ماہتاب پر وارد ہوتیں تو وہ بھی تاریک ہو جاتے ۔ لیکن وہ ثابت قدم رہتا ہے اور وہ تمام شخصیوں کو بڑی انتشار صدر سے برداشت کر لیتا ہے ۔ اور اگر وہ ہاون حادث میں پیسا بھی جائے اور غبار سا کیا جائے تب بھی بغیر انی مع اللہ کے اور کوئی آواز اس کے اندر نہیں آتی ۔

انبیاء اور رسول کا وارث

جب کسی کی حالت اس نوبت تک پہنچ جائے تو اس کا معاملہ اس

عالم سے وراء الوراء ہو جاتا ہے۔ اور (وہ) ان تمام ہدایتوں اور مقامات عالیہ کو ظلی طور پر پالیتا ہے جو اس سے پہلے نبیوں اور رسولوں کو ملے تھے اور انبیاء اور رَسُولِ کا وارث اور ناسک ہو جاتا ہے۔ وہ حقیقت جو انبیاء میں مججزہ کے نام سے موسم ہوتی ہے وہ اس میں کرامت کے نام سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور وہی حقیقت جو انبیاء میں عصمت کے نام سے نامزد کی جاتی ہے اس میں محفوظیت کے نام سے پکاری جاتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیاء میں نبوت کے نام سے بولی جاتی ہے اور میں محمد شیخ کے پیرا یہ میں ظہور

مُحدَّث کا ذکر متعدد احادیث میں آیا ہے۔ ہم یہاں بخاری شریف کی حدیث نقل کرتے ہیں۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ مُبَشِّرًا لَكُمْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأَمَمِ مُحَدِّثُونَ فَإِنَّ يَكَنْ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فِي إِنَّهُ عَمَرٌ (بخاری)
کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب عمر۔ یعنی فرمایا رسول ﷺ نے کہ تم سے پہلے امتوں میں مُحدَّث ہوا کرتے تھے اگر میری امت میں کوئی ہے تو وہ عمر ہے۔ شارحن حدیث اور بزرگان دین نے مُحدَّث لفظ کی حسب ذیل شریع کی ہے۔ الْمُرَادُ بِالْمُحدَّثِ يَكْلُمُونَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونُ أَنْبِياءً
یعنی مُحدَّث سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے کلام کرتا ہے حالانکہ وہ نبی نہیں ہوتے۔

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ ☆ "محدث اسی طرح اللہ سے ہم کلام ہوتے ہیں جس طرح نبی ہم کلام ہوتے ہیں اور محدث اسی طرح بھیجے جاتے ہیں جس طرح نبی بھیجے جاتے ہیں۔ اور محدث اسی چشمہ سے پیتے ہیں جس سے نبی پیتے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہوتا تو وہ نبی ہوتا۔" (حمامة البشری عربی - ص ۸۲) ☆ "چوکہ ہمارے سید رسول ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت ﷺ کوئی نبی نہیں آسکتا اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے۔" (شهادت القرآن - ص ۲۲) ☆ "یہ عاجز اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے۔" (توضیح المرام - ص ۹) ☆ "نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محمد شیخ کا دعویٰ ہے تو خدا تعالیٰ کے حکم سے کما گما ہے۔" (ازالہ اوہام - ص ۲۲۱) (خاکسار مرتب)

پکڑتی ہے حقیقت ایک ہی ہے لیکن بے باعث شدت اور ضعف کے مختلف نام رکھے جاتے ہیں۔ ۱۱

(اخبار الحکم قادیانی، مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۰۸ء - صفحہ ۶ و ۷)

۲۔ اسی حقیقت کو دارالعلوم دیوبند کے محقق مولانا قادری محمد طیب صاحب مرحوم نے یوں اجاگر کیا ہے :
 ”آپ کے مابعد کے تربیت یا نہ لوگ بنی تو نہیں بن سکے کہ نبوت مکمل و محقق ہو جی تھی مگر انوار نبوت کے امین اور حاصل ضرور بن گئے، جن کو نبی تو نہیں کہا جاسکتا لیکن انداز حیات درجہ بد رحمہ کا نبی یعنی ماتبد نبی ضرور کہا جاسکتا ہے۔ خود حضورؐ نے ارشاد فرمایا علماء امتی کا نبیانیہ بنتی انسٹرائیبل میری امت کے علماء (ربانی) انبیاء نبی اسرائیل کی مثل ہیں۔“

چنانچہ انبیاء پر اگر وحی آئی تو ان ربانیوں کو الہام ہوا۔ اگر انبیاء کو نبی امور کا مشاہدہ ہوا تو ان مقدم سین کو کشف ہوا۔ اگر انبیاء کے ہاتھ پر مجزوات ظاہر ہوئے تو ان بزرگوں کے ہاتھ پر کرامتوں کا ظہور ہوا۔ اگر انبیاء نے اپنے اپنے پروردشہ فطون اور منطقوں کو علم و اخلاق سے رنگ دیا تو ان کا ملین میں سے بھی جو جہاں بیٹھ گیا اس خط کو اصلاح و رشد سے بھر دیا۔ اور اتفاقیاً جماعتوں کی جماعتیں تیار کر دیں اور اگر انبیاء نے نبی خبریں دیں تو ان اولیاء نے کتنے ہی تخفی جہاؤں کے پتے دیئے۔ غرض یہ اولیاء و اتفاقیاً اور باقی افراد صحابہؓ سے لے کر تاخیم دنیا نبی نہیں ہوئے مگر بہ تعلیل و تربیت نبوی مثل انبیاء ضرور کھلائے۔“

(اتفاق نبوت (کامل)۔ ص ۳۲ و ۳۳۔ از مولانا قاری محمد طیب صاحب، ناشر ادارہ عثمانی پرانی امارکلی لاہور)

سبھی میں نہیں آتا کہ یہی دیوبندی علماء حضرت مرزا صاحبؓ کے دعوائے ”ظل نبی“ یا ”مشیل عیسیٰ“ وغیرہ پر سچ پا ہو کر مخالفت میں سب سے آگے کیوں اور کیسے ہڑھ جاتے ہیں۔ جبکہ قرآن و حدیثؓ کی رو سے اس طرح کے دعاوے اہل اللہؓ کے لئے مبارح ہی نہیں لابدی بھی ہیں۔ (خاکسار مرتب)

کثرت الہامات وغیرہ سے انسان

محدث بنتا ہے نبی برگز نہیں

(وفات سے صرف دو ماہ پہلے کا مطبوعہ بیان)

”ہمارا ایمان ہے کہ تشریعی نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہو گئی۔ اب اسی شریعت کی خدمت بذریعہ الہامات، مکالمات مخاطبات اور بذریعہ پیشگوئیوں کے کرنے کا ہمارا دعویٰ ہے۔“

مدد صاحبؒ لکھتے ہیں کہ یہی خواہیں اور الہامات جو گاہ گاہ انسان کو ہوتے ہیں، اگر کثرت سے کسی کو ہوں تو وہ ”محدث“ کہلاتا ہے۔ غرض یہ سب کچھ ہم نے اپنی کتاب ”حقیقتِ الوجی“ میں مفصل لکھ دیا ہے۔ اس کا مطالعہ کر کے تسلی کر لیں۔“

(خبر ”الحکم“ قادیانی، مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۰۸ء - ص ۳)

حضرت شیخ احمد سرہندی المعروف پہ مجدد الف ثانی مراد ہیں۔ (خاکسار مرتب)

مطلب یہ کہ آپ کی دیگر تصنیفات کی طرح ”حقیقتِ الوجی“ میں بھی لفظی نی کو اس کے مجازی یعنی غیر حقیقی معنوں میں لیا جائے۔ یہی بات آپ نے اسی کتاب میں خود بھی رقم فرمائی ہے۔

☆ ”وَسُمِّيَتْ نَبِيًّا مِنَ اللَّهِ عَلَى طَرِيقِ الْمَجَازِ لَا عَلَى وَجْهِ الْحَقِيقَةِ“

(ضمیمه الاستفتاء - ص ۶۵)۔ ترجمہ۔ اور میر انعام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی رکھا گیا

ماجذی طور پر نہ کہ حقیقی طور پر۔ (خاکسار مرتب)

دعاوی کے متعلق آخری وضاحت

(وفات سے صرف نو دن پہلے کا پہلی پیغمبر)

۱۷ مئی ۱۹۵۸ء کو حضرت مرزا صاحبؑ نے لاپور کے معزز روساء، امراء اور پبلک کے سامنے ایک تقریر کی، جو ۱۱ بجے صبح سے ایک بجے دوپہر تک جاری رہی۔ یہ آپ کی زندگی کا آخری پبلک لیکچر تھا۔ یہ لیکچر اسی زمانہ میں اخبار الحکم اور اخبار بذریعہ میں چھپ گیا تھا۔ بعد ازاں اس کو کتابی شکل میں بھی شائع کیا گیا تھا۔ دوران تقریر اپنے دعاوی کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مرزا صاحبؑ نے صاف اور غیر مبہم الفاظ میں بتایا تھا :

لعنة الله على الكاذبين

”یہ بھی مجھ پر الزام لگایا جاتا ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں۔ اور کہ میں نے نیا دین بنایا ہے یا میں کسی الگ قبلہ کی فکر میں ہوں، نماز میں نے الگ بنائی ہے یا قرآن کو منسوخ کر کے اور قرآن بنایا ہے۔ سواس تہمت کے جواب میں میں بھر اس کے کہ لعنة الله على الكاذبين کہوں اور کیا کہوں؟“

میرا دعویٰ کیا ہے؟

میرا دعویٰ صرف یہ ہے کہ موجودہ مفاسد کے باعث خدا تعالیٰ نے مجھے بھجا ہے۔ اور میں اس امر کا افقاء نہیں کر سکتا کہ مجھے مکالہ مخاطبہ کا شرف عطا کیا گیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے۔ اور کثرت سے ہوتا ہے۔ اسی کا نام نبوت ہے۔ مگر حقیقی نبوت نہیں۔ بناء ایک عربی لفظ ہے جس کے معنے خبر کے ہیں۔ اب جو شخص کوئی خبر خدا تعالیٰ سے پاکر خلق پر ظاہر کرے گا اس کو عربی میں نبی کہیں گے۔ میں آنحضرت ﷺ سے الگ ہو کر کوئی دعویٰ نہیں کرتا۔ یہ تو نزارع لفظی ہے۔۔۔۔۔ مکالہ مخاطبہ کا تو یہ لوگ خود بھی اقرار کرتے ہیں۔ مجدد صاحب (سرہندی) بھی اس کے قائل ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ جن اولیاء اللہ کو کثرت سے خدا تعالیٰ کا مکالہ مخاطبہ ہوتا ہے وہ محدث اور نبی کہلاتے ہیں۔

ایک سوال

اچھا میں پوچھتا ہوں کہ ایک انسان خدا تعالیٰ سے خبر پا کر دنیا پر ظاہر کرے تو اس کا نام آپ لوگ عربی زبان میں بھر نبی کے اور کیا تجویز کرتے ہیں؟ عجیب بات ہے کہ اسی لفظ کے مفہوم کو اگر زبان اردو میں یا پنجابی میں بیان کیا جائے تو مان لیتے ہیں اور اگر عربی میں پیش کریں تو نفرت اور انکار کرتے ہیں۔ یہ تعصّب نہیں تو اور کیا ہے؟“ (منقول از الحکم مورخ ۲۳ جولائی ۱۹۶۰ء ص ۱۲)

وفات سے صرف ۲۰ گھنٹے پہلے کا بیان

۲۵ مئی ۱۹۰۸ء - بمقام لاہور - بوقت ظہر -

ایک شخص سرحدی آیا۔ بہت شوٹی سے کلام کرنے لگا۔ اپر فرمایا:

میں نے اپنی طرف سے کوئی اپنا کلمہ نہیں بنایا۔ نہ نماز علیحدہ بنائی ہے۔ بلکہ آنحضرت ﷺ کی پیرودی کو دین و ایمان سمجھتا ہوں۔ یہ نبوت کا لفظ جو اختیار کیا گیا ہے صرف خدا تعالیٰ کی طرف ہے۔ جس شخص پر پیشگوئی کے طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی بات کا اظہار بکوٹ ہوا سے نبی کہا جاتا ہے۔ خدا کا وجود خدا تعالیٰ کے نشانوں کے ساتھ پہچانا جاتا ہے۔ اسی لئے اولیاء اللہ بصیرے حاتے ہیں

- مشنوئی میں لکھا ہے۔ - آں نبی وقت باشد اے مرید

(ترجمہ۔ اے مرید! اس نکتہ کو یاد رکھ کہ وہ یعنی وقت کا امام اپنے دور کا نبی ہی تو ہوتا ہے۔ خاکسار مرتب)

ئی الدین اتنے ہبی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ حضرت مجدد نے بھی یہی عقیدہ ظاہر کیا ہے۔ پس کیا سب کو کافر کہو گے؟

(مطبوعہ ڈائری منقول از اخبار بدر، قادیان، مورخہ ۱۰ جون ۱۹۰۸ء)

صوفیاء کرام اور ظلی نبوت

بہت سے لوگ جو اسلامی لٹریچر، خاص کر صوفیاء کرام کی تحریرات، سے پورے طور واقف نہیں ہوتے، وہ جب حضرت مرزا صاحبؑ کی تحریرات میں ”فناء فی الرسول“، ”ظلی نبی“، ”مجازی نبی“ یا ”بروزی نبی“ جیسی صوفیانہ اصطلاحات دیکھتے ہیں تو چیز بہ جیبن ہو اٹھتے ہیں۔ دنیا پرست علماء ان کی اس کم علیٰ اور سادہ لوحی کا غلط فائدہ اٹھاتے ہیں اور اپنی ذکائیں چلانے کے لئے آئے دن مذہب کے نام پر خون خرابہ اور فساد کرواتے رہتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحبؑ کی تحریرات میں کوئی بھی اصطلاح ایسی نہیں کہ جس کو پہنچ امت محمدیہ کے مسامہ اور سربر آورده بزرگوں نے بار بار اور سکھے عام استعمال نہ کیا ہو۔ اب اگر ان سب بزرگوں کے لئے یہ اصطلاحیں جائز و مباح تھیں تو پھر صرف حضرت مرزا صاحبؑ کے لئے ہی موجب کفر کیوں کر ہو سکیں؟ بطور نمونہ چند ایک حوالے ملاحظہ فرمائیں :

حضرت سید عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ

”الْوَلَايَةُ ظُلُلُ النَّبُوَةِ وَ الشُّبُوَّةُ ظُلُلُ الْأَنْبِيَّةِ“ (بہجۃ الاسرار - ص ۸۳)

یعنی ولایت نبوت کا ظل ہے اور نبوت الوہیت کا ظل ہے۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ

”فَالْوَلَايَةُ نُبُوَّةٌ عَامَّةٌ وَالنَّبِيُّوْنَ الْمُتَّقِرُّبُونَ نُبُوَّةٌ خَاصَّةٌ“ (فتوحات کلمہ - جزء ثانی ص ۲۲)

یعنی ولایت نبوت عامہ ہے اور نبوت نبویت خوبی ہے اور نبوت خاصہ ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

”غایت مانی الباب مقام ولایت ظلِّ مقام نبوت است و کمالات ولایت اخلال اند مرکمالات نبوت را۔“ (مکتوبات دفتر دوم حصہ دوم مکتب نمبر ۱۷)۔ یعنی حاصل کلام یہ کہ مقام ولایت مقام نبوت کا ظل ہے اور ولایت کے کمالات کمالات نبوت کا ظل ہیں۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الرحمۃ کا حلفیہ بیان

☆ ”میں عامۃ الناس پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے اللہ جل شانہ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں ہوں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میرا عقیدہ ہے اور وَلَکن رسول اللہ وَخاتم النَّبِیِّینَ پر آنحضرت ﷺ کے نسبت میرا ایمان ہے۔ میں اپنے اس بیان کی صحت پر اس تدریفتیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام میں۔ اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں۔ اور جس قدر آنحضرت ﷺ کے خدا کے نزدیک کمالات ہیں۔ کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول ﷺ کے فرمودہ کے برخلاف نہیں۔ اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے خود اس کی غلط فہمی ہے۔ اور جو شخص مجھے اب بھی کافر سمجھتا ہے اور عکفیر سے باز نہیں آتا وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اس کو پوچھا جائے گا۔“ (کرامات الصادقین۔ ص ۲۵)

☆ ”اب اس عاجز نے ان موجودہ علماء کے مقابل پر۔۔۔ کئی مرتبہ خدا تعالیٰ کی قسمیں کھا کر کہا کہ میں کسی نبوت کا مدعی نہیں مگر پھر بھی یہ لوگ عکفیر سے باز نہیں آتے۔“ (مکتوب بیان مولوی احمد اللہ صاحب امر ترسی مرحوم ۱۹۶۳ء)

مندرجہ اخبار الحکم، قادریان، ۲۷ جنوری ۱۹۶۴ء)

ا۔ مشہور احمدیہ لیڈر مولانا شاعر اللہ امر ترسی مرحوم کے استاد تھے۔ حضرت مرزا صاحب ”کو ہرگز

کافرنہmant تھے۔ ان کے بارے میں لکھا ہے :

”جب علماء اسلام نے مرزا صاحب پر کفر کا فتویٰ دیا تھا اس وقت مولوی شاعر اللہ صاحب کے استاد مولوی احمد اللہ صاحب نے اس کی مخالفت کی تھی اور مرزا صاحب کو نہ صرف مسلمان بلکہ اسلام کی خدمت کرنے والا قرار دیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جماعت (احمدیہ) کے بہترین افراد مرزا تی ہو گئے۔“ (اخبار الفقیہ۔ ۱۹۶۳ء فروری ۲۸ء)

اپنے استاد محترم کی طرح مولانا شاعر اللہ صاحب بھی احمدیوں کو کافرنہ کہتے تھے۔ ان کا فتویٰ تھا کہ احمدیوں کے بچھے نماز جائز ہے۔ ایک بار انہوں نے ہے نفس نفس امیر جماعت احمدیہ لاہور، جناب مولانا محمد علی لاہوریؒ کے بچھے نماز بھی ادا کی (دیکھو جماعت احمدیہ لاہور کا شائع کردہ تاریخی ٹریکٹ ”فیصلہ مکہ“ اس ٹریکٹ کی فوٹو کاپی دستیاب ہے)۔ خاسدار مرتب